

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ رجسٹرڈ ایل ۲۶۵

مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ و ادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان قیمت سالانہ

معاونین سے صفر

عوام سے ع

طلبہ سے ع

شمس الاسلام

بھیرہ
پنجاب

جلد ۱۴	بھیرہ (پنجاب) شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۳ء	نمبر ۸
--------	--	--------

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار حضرات	صفو
۱۔	کیف سردی (نظم)	اکبر	۲
۲۔	رباعیات و قطعہ	پروفیسر حکیم تاج الدین صاحب تاج لاہوری	۷
۳۔	رمضان المبارک	ادارہ	۳
۴۔	جزیرہ سسلی اسلامی عہد حکومت میں	از مولانا عبد القدوس صاحب مدرس دارالعلوم بھیرہ	۱۰
۵۔	سرکاری دلی چکڑا الویت کے روپ میں	ادارہ	۱۳
۶۔	مسٹر جناح پر قائم نامہ حملہ	ادارہ	۱۸
۷۔	باب الاستفسار	ع-ق	۲۱
۸۔	کیفیت کارکردگی مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ	ادارہ	۲۲
۹۔	متفرقات	ادارہ وغیرہ	۲۳

سرخ پینسل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی میعاد اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ وی پی آر سال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔

(غلام حسین مینچر شمس الاسلام)

شعرو سخن

کیفِ سرمدی

روزِ ازل سے مست صہبائے بخودی ہوں بیگانہٗ شرابِ جامِ زبرِ جدی ہوں
میری بھی زندگانی ہے کوئی زندگانی نا آشنائے ذوقِ ہستی و بدی ہوں
ازبر ہے یادِ مجھ کو رہ و رسمِ جاں نثاری میں مکتب و فاکا ہر چند مبتدی ہوں
شاہوں کی بارگاہیں اور ونکو ہوں مبارک میں بندہٗ حقیرِ عشقِ محمدی ۴ ہوں
کسبِ سرورِ مے سے کرتا نہیں ہوں اکبر
خود اپنی ذات میں ہی اک کیفِ سرمدی ہوں

رباعی

اسلام کے اسٹیج پہ شاعر ہو شرابی؟ ہے کور مذاقوں کے دماغوں کی شرابی
واللہ کہ اسلام کی توہین ہے اس میں ان جلسوں میں شامل ہوں جو یہ ڈومِ ربابی

رباعی

ڈومِ مراسی بن گئے شاعر اب شراب کو پوچھے کون؟ بھانڈے مسخرے لکچر دیں جب اب علما کو پوچھے کون؟
پھدک پھدک کر تھرک تھرک کرگا رنگ جاتے ہیں جاہل مطلق بن گئے فاضل اب فضلاء کو پوچھے کون؟

قطعہ

زمانے کی ضرورت بگاڑا ہے مذاق ایسا تلاشِ اُسکی ہے ہو جس بھانڈ کی فطرت بھی مخلوطی
غضب ہے ناچتا ہے آکے اسلامی سیٹھوں پر شرابی ڈوم بھوکا مسخرہ ازل ترین کوٹلی
(پروفیسر حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج لاہوری)

احکام و مسائل

رمضان المبارک

فضائل فلسفہ اور احکام

(ادارہ)

فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا کے علائق کو چھوڑ کر یا دہلی میں مشغول ہونے کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ رمضان المبارک رحمت کا مہینہ ہے۔ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاؤں کے معاف ہو جانے اور گناہوں کے بخشے جانے کا مہینہ ہے۔ نفس ہیہی کو اپنی لٹھلیوں سے روکنے اور نفس ملکوتی کی غذا بڑھانے کا مہینہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مقدس مہینہ کی شرافتوں کا احساس کر چکے اور اس مہینہ میں اپنے باطن کو ہر قسم کے تلذذات جسمانی و نفسانی، طعام شراب، جماع، اور غیبت، جھوٹ، ظلم وغیرہ اخلاقی امراض سے خالی کر کے اس کو روحانی اغذیہ سے پر کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمدن متوجہ ہو گئے۔ اور بد بخت ہیں وہ غافل جو اس انقلاب میں بھی سوئے رہے۔ اور اغراض نفسانی میں مہمک ہو کر رمضان کی برکتوں سے متنع نہ ہو سکے۔ نہ ان کو خدا کی طرف متوجہ ہونے کا خیال آیا۔ نہ اپنے گزشتہ گناہوں پر نادم ہوئے اور نہ آئندہ کے لئے گناہوں سے تاب ہونے کا اقرار کیا۔

فضائل رمضان

اس مبارک مہینے کے فضائل اتنے بے شمار ہیں کہ ان کو پورا پورا لکھنے کی کوشش کی جائے تو دفتر کے دفتر تمام ہو جائیں اور پھر بھی صرف اس کے ایک گوشے ہی کو پورا کیا جاسکے۔ ہم یہاں صرف چند موٹے موٹے فضائل تحریر کرتے ہیں۔

(۱) شہر رمضان | ”رمضان کا مہینہ وہ (مبارک مہینہ) الذی انزل فیہ | ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہوا

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاہما معدودا فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایتام اخر۔

ترجمہ :- ”ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ گنتی کے چند دن تک۔ (اسپر بھی) جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے گنتی پوری کرے“ اہی شکر ترا پھر یہ صیام آیا صیام نہیں عید کا پیام آیا۔ ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک روزہ اسکی اسی مہینے میں اللہ کا کلام آیا گھڑی کو بھی مبارک تھی کل جہاں کے لئے حرامیں عرش سے اتر آکا جتنے آیا جب اپنی پوری جوانی یہ لٹکئی دنیا تو زندگی کے لئے آخری نظام آیا (مولانا محمد علی جوہر مرحوم)

شمس الاسلام کا زیر نظر پرچہ جب تاریخین کے ہاتھوں

میں پہنچے گا۔ اس وقت ہلال رمضان نے جسے بجا طور پر ہلال عید کہنا چاہئے، افق مغرب پر نمودار ہو کر خدا کے سچے عجلوت گذار بندوں کے شدید انتظار کو ختم کر دیا ہو گا۔ وہ نقشہ عبودیت کے متوالے جو پچھلے رمضان کے رخصت ہونے کے بعد گیارہ مہینے تک اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے انتظار میں دنوں کو ہفتوں اور ہفتوں کو مہینوں میں کاٹ رہے تھے۔ اس وقت خوشی خوشی اپنے مطلوب سے واصل ہو گئے ہوں گے اور اس رحمت کے مہینے کی مبارک گھڑیوں سے پورا پورا

احتمال رمضان کی آخری دس تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں ہے
(۳) عن ابی ہریرۃؓ حضرت ابو ہریرہؓ بنی کریمؓ سے روایت
قال قال رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب رمضان
صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہو جاتا ہے تو جنت کے دروازے
اُودخل رمضان فتحت کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
ابواب الجحیم وغلقت بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں
جہنم و سلسلت الشیاطین میں جکڑا جاتا ہے۔

یہ رمضان المبارک کی تیسری فضیلت ہے۔ کہ اس
میں خدا کی رحمتوں کا دروازہ کھل جاتا ہے معمولی معمولی اعمال
پر ثواب پر ثواب دیئے جاتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں سے
اعراض کیا جاتا ہے۔ شیطانوں کو دساوس ڈالنے کا موقع نہیں
دیا جاتا۔ اور بندوں کے لئے اعمال خیر کی طرف رجوع کرنے
کے سارے راستے کھلے رہتے ہیں۔

عن سلمان الفارسیؓ قال حضرت سلمانؓ فارسی نے فرمایا کہ
خطبنا رسول اللہؐ ہمیں رسول اللہؐ نے شعبان کی آخری
صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر تاریخ پر خطبہ دیکر ارشاد فرمایا کہ اے
یوم شعبان فقال یا لوگو! تم پر ایک بڑا مہینہ آ رہا ہے اس
ایھا الناس قد اظلمکہ مبارک مہینے میں ایک رات ایسی بھی
شہر عظیم شہر مبارک ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے نہ ادا ہو
شہر ذبیہ لیلۃ خیر من فیہ اس کا روزہ فرض کیا ہے اور رات
شہر جبل اللہ صیامہ کی عبادت نفل جو شخص اس میں ایک
فریضۃ و قیام لیلۃ طوعاً نیکی کا کام بنیت ثواب سر انجام دے گا
من تقرب فیہ بحصلۃ اس کو دوسرے مہینوں میں ایک فرض
الحیوان کان کن اذی فریضۃ کے ادا کرنے والے برابر ثواب ملے گا
فیما سواہ من اذی فریضۃ اور جو اس میں ایک فرض ادا کرے گا
فیہ کان کن اذی سبعین اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرض
فریضۃ فیما سواہ وهو ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ وہ صبر کا مہینہ
شہر الصبر والصبار ہے اور صبر کے بدلے میں جنت ملتی ہے
ثواب الجنت و شہر اور وہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور ایسا
المواساة و شہر مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق

القرآن ہدای للناس و نبیہ من الہدای و الفرقان وہ قرآن جو تمام لوگوں کیلئے ہدایت
ہے جو ہدایت اور صراط مستقیم کے لئے پچھے دلائل کا کام دیتا ہے
اور جو حق باطل میں فیصلہ کن کتاب
رمضان المبارک کے فضائل میں سب سے بڑی فضیلت
وہ ہے جس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ نے آیت مندرجہ بالا
میں فرمائی ہے۔ یعنی اس مہینے میں بندوں کے نام اللہ تعالیٰ
کا وہ آخری پیغام اُتار گیا۔ جس کو تاروز قیامت صحیفہ ہدایت
اور ہدایت نامہ عمل ہونے کا فخر حاصل رہے گا۔ جس نے ان
انتہائی مقاصد کی تشریح و تمجید کر دی جن کے پیش نظر حضرت
آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر خلافت ارضی
کا مالک بنایا تھا۔ جس نے مالک و مملوک کے درمیان روابط
کو استوار کیا۔ جس نے انسانیت کو اپنے معراج پر پہنچایا جس
نسلی تفوق کے بتوں کو توڑ کر شرافت اور فضیلت کی بنیاد
صرف اتھائے الہی پر رکھی۔ جس نے حریت و مساوات
کا اعلان کیا مظلوموں کی حمایت کی۔ غلاموں کو آزادی بخشی
اور بندوں کو آقاؤں کی صف میں لاکھڑا کر دیا۔ قرآن کریم
آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام آخری امت کے لئے
اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے۔ اور رمضان المبارک کی سب
سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ مہینہ اس آخری پیغام کی سالگرہ
کا مہینہ ہے۔

(۲) انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں
وما ادرک ما لیلۃ القدر لیلۃ اتارا ہے اور تم کیا جانو کہ لیلۃ القدر
القدر خیر من الف شہر کیا ہے۔ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے
رمضان المبارک کی دوسری بڑی فضیلت یہ ہے کہ
اس مبارک مہینے کی تیس راتوں میں سے ایک رات ایسی بھی
ہے جس کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی ۸۴ سال کی عبادت
سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ جس شخص کو اس رات کی سعادت
فیصیب ہو گئی وہ عمر بھر کے لئے مالامال ہو جائے گا۔ اگرچہ اس
رات کے متعلق کوئی حقیقی تاریخ معین نہیں۔ پھر بھی اس کا زیادہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ (الحَدِیْث) | بڑھایا جاتا ہے۔
اس حدیث سے رمضان کی فضیلتوں میں سے یہ فضیلت
بھی معلوم ہوئی کہ اس میں انسان کو صبر اور تحمل کی عادت
پڑھاتی ہے۔ اس میں اپنے بنی نوع کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ
پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں مومن کے رزق زیادتی ہوتی ہے۔
سچے مسلمان ہمیشہ اس دنیا کی مہینے میں ان امور کا مشاہدہ کرتے
رہتے ہیں اور ان فضائل سے متمتع ہوتے رہتے ہیں۔

آداب رمضان

رمضان المبارک کے مہینے میں جن عبادات و اعمال کو
اہمیت حاصل ہے۔ ان میں سب سے پہلا نمبر روزہ کا ہے۔
یہ عبادت اس مہینے میں فرض ہے۔ اور اس کی فرضیت اسی
مہینے سے مخصوص ہے اس کے علاوہ اس مہینے کے دوسرے
اعمال میں سے اہم اعتکاف۔ تراویح۔ اور ختم قرآن ہیں۔ یہ
تینوں عبادتیں سنت ہیں۔ اب ہم ان چاروں عبادتوں کی
مختصر مختصر تفصیل درج کرتے ہیں۔

روزہ اور اس کے اسرار

روزہ کی فرضیت اس آیت سے ثابت ہے جو اس مضمون
کی ابتدا میں ہم درج کر چکے ہیں۔ اس آیت سے دو باتوں کا
علم اور بھی حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ روزہ کا دستور اسلام سے
پہلے دوسری امتوں میں بھی تھا اور وہ لوگ بھی اس فریضہ کو ادا
کرنے پر مامور تھے چنانچہ تورات کتاب میں باب ۱۷ میں
پر منقول ہے کہ ”جو کوئی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ
کا روزہ نہیں رکھیں گے وہ اپنی قوم یہود سے منقطع ہو جائے گا“
اگرچہ ان لوگوں پر رمضان کے روزے فرض نہ تھے۔ بلکہ مختلف
قسم کے اور روزے تھے۔ دوسری بات جو اس آیت سے معلوم
ہوئی وہ روزے کا مقصد ہے جس کو زمانے کے الفاظ میں فلاسفی
سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے کا
مقصد یہ ہے کہ تم کو تقویٰ کا مقام حاصل ہو جائے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ روزے کے اجزاء وہ ہیں۔ ایک جزو
تو اس کا ہے طعام شراب اور جماع وغیرہ لذات جسمانی سے

اجتناب اور دوسرا جزو ہے غیبت۔ جھوٹ۔ بخل وغیرہ امرائے
نفسانی سے اجتناب۔ پہلا جزو روزہ کی صورت اور اس کا
جسم ہے اور دوسرا جزو اس کی روح اب اگر اس کی روح پر
نظر رکھی جائے اور روزہ کو اپنے شرائط کے ساتھ ادا کر لیا جائے
تب تو تقویٰ کا حاصل ہونا ظاہر ہے۔ اور دراصل روزہ کو فرض
کرنے سے غرض بھی یہی ہے کہ انسان اپنے نفس پر پابندیاں
رکھے اس کو گناہوں سے محفوظ رکھ کر نیکیوں کی طرف راغب
ہونے پر آمادہ کرے۔ اس خیال کو تقویت دینے کے لئے اس
پر جسمانی روزہ بھی فرض کر دیا گیا۔ تاکہ جب اسے ہر وقت اپنی
جسمانی تکلیف کا احساس ہو تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی غرض
بھی مد نظر ہوتی رہے اور اس جسمانی مشقت کو نفسانی مشقت
میں اہمیت کے لئے ذریعہ بنالیا جاسکے۔ اور اگر صرف جسم ہی
مد نظر رہے اور صرف طعام وغیرہ لذات جسمانی ہی کے ترک کو تقویٰ
مکھیر لیا جائے تب بھی اتقا اور پرہیز گاری کا نتیجہ اس پر ضرور
مرتب ہوتا ہے جس طرح پیٹ کے ساتھ بہت سی بیماریوں
کو تعلق ہے۔ اور بخار وغیرہ معمولی امراض میں صرف فاقہ ہی اس
کا علاج۔ اسی طرح اللہ اس بارے میں متفق ہیں کہ بہت سے
نفسانی امراض اور اخلاقی کمزوریوں کا ارتباط بھی ان جسمانی
لذتوں کے ساتھ قوی طور پر موجود ہے۔ چنانچہ آج کل ہمارے
ہومیوپیتھک سالچ وائریوں کے خواص میں وہ خواص بھی
بیان کر دیتے ہیں جو اخلاقی میں ان وائریوں کی وجہ سے پیدا
ہو جاتے ہیں۔ تو جسم کو ان لذات کی آلائشوں سے پاک رکھنے
کے ساتھ اتقا کا وہ مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ
سے انسان اخلاقی کمزوریوں سے تائب ہو کر ثابت الی اللہ
میں مشغول ہو جاتا ہے۔

انسان میں ازل سے دو قوتیں ودیعت رکھی گئی ہیں ایک
قوت مہیمی اور دوسری قوت ملکی ان دونوں قوتوں کو آپس
میں تضاد ہے۔ جب کبھی ایک قوت زور پکڑتی ہے دوسری
قوت خود بخود کمزور ہو جاتی ہے۔ پہلی قوت کی تقویت طعام۔
شراب اور جماع وغیرہ لذات جسمانی سے ہوتی ہے اور دوسری

وقت ان آداب کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔

احکام روزہ

نیت | روزہ کی نیت رات سے ہی کرنی اچھی ہے۔ رات کو نہ کی تو دن کو آفتاب کے زوال سے پہلے کر سکتا ہے نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں اور روزہ کے صحیح ہونے کیلئے یہی ارادہ کافی ہے۔ ہاں اگر زبان سے بھی یہ لفظ کہہ دے کہ ”بصوم غی ذیت من شہر رمضان“ دیں گے کل رمضان کے روزہ رکھنے کی نیت کی تو بہتر ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص سفر میں ہے اور اس کا ارادہ روزہ رکھنے کا نہیں اتفاق سے دس گیارہ بجے تک کوئی چیز کھانے پینے کو نہیں ملی۔ پھر اس نے ارادہ کر لیا کہ چلو روزہ ہی سہی تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔ مگر یہ ارادہ اگر سورج کے ڈھلنے کے بعد ہوا تو روزہ نہیں ہوگا اگرچہ سارا دن بھوکا رہے۔ یہی حکم رمیض کا بھی ہے۔

سحری | سحری کھانا روزہ کے لئے شرط تو نہیں اس کے بغیر روزہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس کا ثواب بڑا ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”سحری میں برکت ہوتی ہے“ ایک حدیث کا مضمون ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم میں اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے۔ اس لئے اگر کسی کو کھانے کی خواہش نہیں تب بھی اتباع سنت کے لئے تھوڑا سا نہ ور کھائے یا ایک گھونٹ پانی ہی کافی لے سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو آخری رات میں کھایا جائے اس لئے یہ خیال رکھا جائے کہ آخری ڈیڑھ دو گھنٹوں کے اندر ہی اندر سحری کھائی جائے اس سے پہلے نہیں۔ ورنہ ثواب میں کمی ہوگی۔ پھر بھی ایسی تاخیر نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے روزہ کا ہونا نہ ہونا ہی مشکوک ہو جائے۔

افطار | جب یہ یقین ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے تو پھر فوراً افطار کرنا چاہیے تاخیر مکروہ ہے۔ ہاں اگر دن غروب کو یقینی کرنے کے لئے ذرا تاخیر اچھی ہے افطار میں متحب تو یہ ہے کہ کھجور سے کیا جائے اور کھجور نہ ہو تو پانی سے کرنا متحب

قوت عبادت کی مختلف شاخوں کے ذریعہ مضبوط ہو جاتی ہے جب کوئی انسان خدا کے لئے کھانے پینے اور جماع سے اپنے نفس کو روک لیتا ہے تو اس کی قوت بھی کمزور ہو جاتی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ قوت ملکی کی مضبوطی کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے اس وقت وہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اس کے مقرب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اس کا ہر ہر فعل عیش از عیش ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اس کے مذکر کی بوجہ اس کے ہاں محبوب ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کے بعض دروازے مخصوص ہو جاتے ہیں۔

روزہ کے آداب

مگر یہ تمام فضائل روزہ دار کو اس وقت حاصل ہوتے ہیں کہ جب وہ روزے میں کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کے علاوہ دیگر منہیات سے بھی بچنے کی کوشش کرے ورنہ اگر وہ دن بھر ظالموں کو مدد دینے مظلوموں کا حق کھائے حرام مال جمع کرے۔ چوری اور فسق و فجور میں منہمک رہے گا تو اس شخص کو اس روزے کا کیا فائدہ مل سکے گا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ کا ارشاد مبارک ہے:-

”بہت سے روزہ داروں کو بھوک کے لئے من صیامہ الا الجوع دربت قائم لیس للہ من قیامہ الا السحر۔“

اسی طرح روزہ میں غیبت کر کے اپنے بھائیوں کا گوشت کھانا حقیقی گوشت سے کھانے سے زیادہ برا ہے اگرچہ غیبت سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں مگر بے اثر ضرور ہوتا ہے اسی طرح زبا کو جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھنا کان کو

..... فحش کلامی اور گانے بجانے کے سننے سے روکنا اور آنکھ کو منہیات سینما وغیرہ کے تماشا سے محفوظ رکھنا ہی حقیقی روزہ جس پر روزے کے سارے ثواب مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو روزہ رکھتے

غروب ہونے کے خیال سے قبل غروب کے روزہ توڑنا حَقُّہ
وغیرہ بینا یا نسوار لینا۔ منہ بھر کر تھے کرنا۔ قے کو اپنے اختیار
سے واپس لگنا۔ ایسی دوا لگانا جو دماغ تک یا ریٹ تک پہنچ
جائے غلطی سے پانی وغیرہ کا حلق سے نیچے اُتر جانا۔

کن صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا

بھولے سے کھانا پینا یا جاغ کرنا۔ اختتام ہو جانا۔ صرف دیکھنے سے
بلا اختیار شہوت کے ساتھ منہ نہی کا ٹکنا۔ کھانے کا مزہ چکھ کر تھوک
دینا۔ دیگر بلا ضرورت مکروہ ہے خوشبو سو گھنٹا۔ سرمہ لگانا اگرچہ
تھوک یا ریٹ میں سرمہ بھی نظر آئے صبح صادق کے بعد بھی حالت
جنابت میں رہنا۔ منہ میں دھوئیں کا فودر خود جانا حلق سے کبھی
کا انترنا زیادہ تھوک کے ساتھ۔ تھوڑے سے خون کا نکل لینا
بیوی کے ساتھ بستر پر لیٹنا یا اس کا بوسہ لینا (مگر بچتا
بہتر ہے)۔

روزہ توڑنے کی اجازت

اگر کوئی روزہ دار بیکایک ایسا بیمار ہو کہ روزہ نہ
توڑنے کی صورت میں ہلاک ہونے یا مرض کے بڑھ جانے
کا اندیشہ ہو۔ تو روزہ توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگ جائے
یا سخت پیاس لگی اور ہلاکت کا خوف ہے تو روزہ توڑے
نہ توڑے گا اور جان جائے گی تو گنہ گار ہوگا۔ سفر میں ہوا
روزہ بنا ہنا مشکل ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

جس بیماری میں روزہ رکھنے سے زیادتی کا اندیشہ ہو یا
بیماری فح ہو گئی ہے مگر یہ اندیشہ ہے کہ روزہ رکھنے سے دوبارہ
عود کر آئے گی تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر ایسی حالتوں
میں اپنی رائے پر عمل کرنے کی بجائے کسی دیندار طبیب کا مشورہ
لینا چاہیے۔

متفرق مسائل

روزہ میں کسی وقت بھی مسواک کرنا منع نہیں بلکہ فضیلت
ہے اگر کسی شخص کو کھاتے ہوئے دیکھا اور خیال آیا کہ یہ روزہ دار
ہے تو اسے جتنا ناچاہیے کہ تمہارا تو روزہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص

مستحب یہ ہے کہ دوسروں کے افطار کا بھی انتظام کر لیا جائے
کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی دوسروں کو
افطار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اصل روزہ دار کے ثواب میں
کئی کئی بغیر اس جیسا ثواب عطا کرے گا۔ سحری اور افطار کا
ثواب تو بہت ہے مگر ان کی وجہ سے دوسری عبادات میں خلل
نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ رمضان المبارک میں شام اور سحری کا کھانا
ملاکر بہ حیثیت مجموعی عام دنوں کی خوراک سے کچھ کم ہونا چاہیے
تاکہ روزہ کا اصل مقصد پورا ہو۔

کن باتوں سے قضا اور کفارہ لازم آتا ہے

اگر کوئی قصداً جان بوجھ کر رمضان کے روزوں میں غذا
یا دوا کھائے یا پئے۔ یا عورت اور مرد آپس میں مجامعت
کر لیں۔ یا کسی مرد کے ساتھ دوسرا مرد مجامعت کرے۔ یا کسی
شخص نے قصد کھلاوائی اور پھر یہ خیال کر کے کہ اب تو دیسے بھی
روزہ ٹوٹ گیا تو پھر قصداً کھاپی لیا۔ تو ان صورتوں میں روزہ
کی قضا کرنے کا اور کفارہ ادا کرے گا۔ کفارہ کا مطلب یہ ہے
کہ وہ شخص متواتر وہ مہینہ تک بلا کسی قسم کے فاصلے کے روزے
رکھے اور اگر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو دنوں
وقت کھانا کھلائے۔ یا ساٹھ آدمیوں کو پینا پئے۔

کن باتوں سے صرف قضا لازم آتی ہے

اگر دانتوں میں کسی قسم کے کھانے کی چیز اٹکی ہوئی ہو اور
وہ مقدار میں چنے سے کم ہو اس کو باہر نکالا اور دوبارہ نگلیں
تو روزہ ٹوٹ گیا قضا کرے گا مگر کفارہ لازم نہیں۔ اسی طرح
اگر ایسی ہی کوئی چیز منہ میں اٹکی ہوئی ہو اور چنے کی مقدار سے
زیادہ ہو اور نکالے بغیر نگلی جائے تو صرف قضا لازم آئے گی۔
چنے کی مقدار سے کم ہو تو روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔ اس کے علاوہ
مندرجہ ذیل صورتوں میں صرف قضا لازم آتی ہے۔ خون کا
تھوک کے ساتھ نگلی لینا بشرطیکہ خون کا ذائقہ اچھی طرح
محسوس ہو۔ کوئلہ وغیرہ کا ریزہ نگلی لینا حلق کے ذریعہ اخراج
منی کرنا۔ عورت کے ساتھ کھیلے ہوئے منی کا خارج ہونا۔
صبح کے نمودار ہونے کے بعد غلطی سے سحری کھانا یا سورج کے

امام کے ساتھ کچھ تراویح میں شمولیت کر کے وتر بھی جماعت کے ساتھ ادا کر سکتا ہے۔ بقیہ تراویح وتر کے بعد پڑھ لے۔ اگر امام کے ساتھ نہ فرض میں شریک ہوا اور نہ تراویح میں تو صرف وتر میں بھی شریک نہ ہو۔ ساری نماز الگ پڑھ لے۔

ختم قرآن

رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کا زیادہ سے زیادہ پڑھنا باعثِ ثواب ہے خود نبی کریم کے ساتھ جبریل امین قرآن کریم کے نازل شدہ حصہ کو ہر رمضان میں تکرار کر لیا کرتے تھے مگر تراویح میں خصوصاً ایک مرتبہ قرآن کریم کو پورا سنایا سنانا الگ سنت ہے اور اس سنت کو ادا کئے بغیر تراویح پڑھ لینے سے تراویح کی سنت تو ادا ہو جائے گی مگر ختم قرآن کی سنت ادا نہ ہوگی۔

اعتکاف

رمضان المبارک میں اعتکاف کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ایسی سنت ہے جس کو نبی کریم نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت تک کے لئے مسجد میں بغرضِ ثواب ٹھہرا رہے اور دن کو روزہ دار رہے۔ متکلف شخص کے لئے بلا ضرورت مسجد سے نکلنا ناجائز ہے۔ صرف پاناخانہ پیشاب یا وضو کی ضرورت سے مسجد سے باہر جاسکتا ہے اگر کسی ایسی مسجد میں متکلف ہے جہاں نماز جمعہ نہ پڑھائی جاتی ہو تو نماز جمعہ کا خطبہ سننے اور فرض دو رکعتیں ادا کر کے لئے جامع مسجد بھی جاسکتا ہے متکلف کے لئے جماع کے بارے میں رات کا حکم بھی دن کی طرح ہے جو شخص رمضان کے مہینے میں اعتکاف کرنا چاہے اس کو پیسے کی بیس تاپنج کو مغرب سے پہلے مسجد میں داخل ہونا چاہیے اور ہلالِ عید کے بعد اس کو توڑنا۔ عورت اپنے گھر کے اس چوڑے پر متکلف ہو جو نماز کے لئے مقرر ہو گیا ہے۔

رمضان میں ثواب کے دیگر کام

رمضان شریف میں اپنے خادموں اور نوکروں سے بہت نرمی سے برتاؤ کرنا چاہیے اور ان کے روزے کا بھی

اور ناتواں ہے تو ایسے شخص سے چشم پوشی کرنی چاہیے۔ فدیہ: جو شخص زیادتی، شر یا مختلف بیماریوں کی وجہ سے اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ اب یہ توقع نہیں کہ وہ کبھی تندرست ہو کر روزہ رکھنے پر بھی قادر ہو جائے گا بلکہ اس کی حالت دن بدن گرتی ہی چلی جا رہی ہے۔ تو ایسا شخص ہر روزہ کے بدلے کسی مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار پر غلہ یا نقد دیدیا کرے۔ اسے فدیہ کہتے ہیں۔ اگر بالفرض وہ تندرست ہو کر قضا کرنے پر قادر ہو گیا تب اس کو قضا بھی کرنی چاہیے فدیہ کا کا ثواب الگ مل جائے گا اور اگر مرتے دم تک خود فدیہ بھی نہ دے سکا اور روزہ بھی نہ رکھ سکا تو فدیہ کی وصیت کرے۔

تراویح

رمضان المبارک کے اعمال میں سے دو سزا علیٰ تراویح ہے یعنی ہر رات نماز عشا کے بعد اور وتر کی نماز سے پہلے میں رکعت نماز پڑھنا چنانچہ حدیث شریف میں قیامِ لیل کی بڑی فضیلت آئی ہے اور تراویح قیامِ لیل کی بہترین شکل ہے یہ نماز پڑھنا الگ سنت ہے اور اس کو جماعت سے پڑھنا الگ سنت خود نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس کی جماعت سنت کفایہ۔ یعنی اگر کسی مسجد میں باقی نمازی تراویح ادا کر لیں اور ایک دو نمازی کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر مسجد میں ادا ہی نہ ہوئی تو سارے لئے والے مانوڑ ہوں گے۔ تراویح میں آج کل جس بلند بازی سے کام لیا جاتا ہے وہ بہت مجرب ہے اس سے تراویح میں نقصان آتا ہے اور غیر مقلدوں کو مزاح کا موقع ملتا ہے اچھا یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور ہر چار رکعت کے بعد اتنی ہی دیر کا وقفہ کر کے تسبیح پڑھی جائے یا قرآن سنا جائے یا نوافل پڑھے جائیں۔ تراویح کی وجہ سے وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی جاسکتی ہے اگر کسی شخص لئے فرض نہیں پڑھے اور مسجد میں آیا تو جب تک الگ اپنے فرض ادا نہیں کرے گا تراویح میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پہلے فرض ادا کرے پھر تراویح میں شریک ہو ایسا شخص فرض الگ ادا کر کے

نماز اگر کسی عذر کی وجہ سے پہلے دن ساری قوم ادا نہ کر سکے تو دوسرے دن پڑھ سکتے ہیں اور اس کے بعد نہیں۔ اور اگر قوم نے پڑھ لی ہے اور صرف ایک دو اشخاص کی رہ گئی ہے تو اب اس کی قضا نہ اکیلے ہو سکتی ہے اور نہ جماعت سے صرف خدا سے طلب مغفرت ہی کرنا چاہئے۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر اس کمی کے پورا کرنے کے لئے ادا کیا جاتا ہے جو روزہ میں جھوٹ غیبت یا دیگر اتفاقی لغزشوں کی وجہ سے واقع ہو جائے۔ جو شخص بھی مالک نصاب ہو۔ یعنی اس کے پاس ضروری حوائج سے زائد ساڑھے ہاون تولہ چاندی یا سات تولہ سونا یا ساڑھے ہاون روپیہ کا مشترکہ سونا چاندی موجود ہو۔ اس پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ لڑکا لڑکی کی طرف سے فطرہ دینا واجب ہے جس کی مقدار انگریزی تول سے پونے دو سیر اور آدھی چھٹانگ گیہوں یا اس کا آٹا اور اس سے دگنا جو چھوٹے یا دو سیر آٹہ ہے۔ اس کے مستحق مسکین ہی ہیں اغنیاء کو دینا جائز نہیں مسجد پر بھی براہ رست صرف نہیں کر سکتے۔ ہاں کوئی مسکین اپنے لئے قبض کر کے اپنی طرف سے خرچ کرے تو وہ اور صورت ہے اور مدارس عربیہ کے طلبہ اس کے بہترین مصرف ہیں

خیال رکھنا چاہئے۔ چھوٹے بچوں اور خادماؤں کے بارے میں تو اور بھی زیادہ احتیاط کرنا چاہئے۔ اعمال میں سے قرآن مجید کی تلاوت۔ استغفار۔ کلمہ طیبہ۔ درود شریف اور اوعید کی کثرت رکھنی چاہئے۔ مصائب پر صبر برداشت۔ دوستوں کی ہمدردی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور والدین کی اطاعت کا بھی زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

عید الفطر کے مسائل

جب رمضان کے تیس دن پورے ہو جائیں یا ۲۹ کی رات کو چاند نظر آجائے اس وقت عید کرنی چاہئے۔ اس کے پورے مسائل تو اپنے علماء سے پوچھنے چاہئیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عید کے دن نماز ادا کرنے سے پہلے کچھ کھانا چاہئے۔ اس دن روزہ رکھنا گناہ ہے۔ نماز عید کو جائے سے پہلے ہر آدمی اپنے اور اپنے نابالغ بچے کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اور اس کے بعد نماز ادا کرنے جائے۔ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس دن غسل کرنا۔ اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے لیکر پہننا۔ خوشبو اور سرمہ لگانا۔ عید گاہ کو ایک راستہ سے جا کر دوسرے راستہ سے آنا سنت ہے۔ عید کی خرچ کرے تو وہ اور صورت ہے اور مدارس عربیہ کے طلبہ اس کے بہترین مصرف ہیں

ضرورت ہے

دومدرسوں کی ضرورت ہے جو درس نظامی کی متداول کتابیں پنجویں پڑھاکنے کے علاوہ قرآن مجید کا درس مدرسہ سائنہ انداز میں نہیں بلکہ مبلغانہ رنگ میں دے سکیں۔ امیدواروں کا حنفی المذہب اور خوش بیان ہونا لازمی ہے۔ دیوبندی بریلوی دونوں جماعتوں یا ان میں سے کسی ایک کی تکفیر سے امیدواروں کا دامن داغدار نہ ہو۔ خواہشمند حضرات راقم الحروف کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں لیکن مسائل جزئیہ میں تشدد کرنے والے حضرات خط و کتابت کرنے کی تحلیف نہ کریں۔

(پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی۔ گلوالی دروازہ امرتسر)

تاریخ و عبر

جزیرہ سسلی اسلامی عہد حکومت میں

(از مولانا عبدالقدوس صاحب مدرس دہلہ العلوم عزیزہ بھبھیرہ)

اتحادیوں اور جرمینوں میں گذشتہ ایک سال سے جن محاذوں پر لڑائی ہو رہی ہے وہ سارے ایسے ہیں جن کے ایک ایک قطعہ کے ساتھ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک اہم باب متعلق ہے کیونکہ رصرت اور افسوس کا مقام ہے کہ جن مقامات کو ہمارے غازیوں کے گھوڑے انچ بہ انچ اپنے ٹاپوں تلے اوندچکے تھے اور جن مواضع پر مسلمان اپنی پر امن اور باضابطہ حکومت کے وجود اسلامی تمدن کے ائمہ نشانات قائم کر چکے تھے ان مقامات کی تقدیر کا فیصلہ آج اعداء کے ہاتھوں میں ہوا اور مسلمان بے بسی اور بے کسی کی حالت میں ایک تماشائین کی حیثیت سے اس کا نظارہ دیکھ رہے ہوں لڑائی کا تازہ ترین محاذ جزیرہ نما سسلی ہے جو عربی میں مقبلیہ کہلاتا ہے اس جزیرے پر بھی مسلمان ڈھائی سو سال حکومت کر کے پھر موہ عظیم الشان مدارس کے ذریعہ یورپ کو علوم و فنون کا درس دے چکے ہیں ذیل میں اس جزیرے کے اسلامی عہد حکومت کی مختصر تاریخ بیان کی جاتی ہے تاکہ مسلمان انداز لگا سکیں کہ کس طرح ان کے جوش عمل نے ان کو روئے زمین کا مالک بنایا اور کس طرح ان کی بے اتفاقی نے ان کو دوبارہ اس ملک سے محروم کیا۔

جزیرہ مقبلیہ پر مسلمانوں کا پہلا حملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا تھا جناب ابن امیہ کو ۵۳ھ میں حضرت معاویہ نے رؤس ارداء اور سسلی پر حملہ کے لئے افواج دیکر مقرر فرمایا رؤس اور ارداء کو تو جہاد سے علی الترتیب ۵۳ھ اور ۵۴ھ میں فتح کر کے مملکت اسلامی کا جزو بنایا مگر مقبلیہ پر صرف ایک کامیاب چھاپہ مار کر مال غنیمت حاصل کیا اور واپس چلے گئے اس کے

بعد دوسرا حملہ ۵۵ھ میں موسیٰ بن نصیر والی افریقہ نے کیا تھا ۵۶ھ میں یزید بن عبدالملک کے ایک سردار محمد بن ادیس انصاری نے بھی ایک حملہ کیا بشیر بن صفوان کلبی گورنر افریقہ نے ۵۹ھ میں بعد ہشام بن عبدالملک چوتھا حملہ کیا یہ تمام حملے کامیاب رہے اور مسلمان فتح کے ساتھ مال غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹے۔ ۱۱۰ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمن قسری گورنر افریقہ کے ایک سردار مستیز بن حارث نے صقلیہ پر سمندری بیڑہ لیکر فوج کشی کی۔ مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مہم ناتمام رہا۔ اور کئی جہازوں کا نقصان کر کے مستیز کوراہتے ہی سے واپس لوٹا پڑا۔

۱۲۲ھ میں عبید اللہ بن حجاب گورنر افریقہ نے حبیب بن عبید اللہ اور اس کے لڑکے عبدالرحمن کو کافی فوج دیکر صقلیہ کی فتح پر مامور کیا۔ گذشتہ سارے حملوں سے یہ حملہ زیادہ اہم تھا۔ عبدالرحمن سیدھا لبرک پایہ تخت سرقوسہ پر حملہ آور ہوا۔ حاکم صقلیہ نے امان طلب کر کے جزیرہ دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ مسلمان مال غنیمت اور مال جزیرہ کے ساتھ سالم افریقہ واپس ہوئے۔ مگر صقلیہ والوں نے بہت جلد ہی اپنا وعدہ توڑ دیا۔ اور یہ جزیرہ دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ ۱۳۵ھ میں دوبارہ ایک حملہ ہوا مگر اس سے کوئی قابل ذکر نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

۱۳۵ھ کے حملے کے بعد ۲۱۲ھ تک اس جزیرہ نما کی طرف مسلمانوں نے کوئی توجہ نہ دی ۲۱۲ھ میں ایک خاص اہم پیش آنے کی وجہ سے مسلمان پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے واقعہ

تو فوراً تین سو کشتیوں نے ساحل صقلیہ پر پہنچ کر لنگر ڈال دیا اور رومیوں پر حملہ آور ہو کر محاصرہ اٹھوایا۔ اس حملہ کے بعد اندلسی لشکر واپس چلا آیا اور افریقی لشکر نے صقلیہ پر اپنی جگہ جاری رکھی۔ یہاں تک کہ ۱۲۱۵ھ میں دیگر مضافات کے ساتھ شہر ہلمویران کا قبضہ ہوا اور صقلیہ میں مسلمانوں نے مستقل حکومت قائم کر لی جو افریقہ کے خاندان غالبہ کے زیر فرمان تھی۔ زیادۃ اللہ کا چچا زاد بھائی محمد بن عبداللہ بن اغلب صقلیہ کا پہلا گورنر مقرر ہوا۔

ہلمو کی فتح کے بعد جنوبی صقلیہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور شمالی صقلیہ میں رومیوں کی۔ لڑائیاں برابر جاری ہیں کئی شہر ایسے تھے جن پر کبھی وفاق تھا کبھی مسلمانوں کا قبضہ ہو جاتا اور کبھی رومیوں کا۔ بڑے بڑے معرکہ حسب ذیل تھے۔

میسینہ ۲۲۸ھ میں قسریانہ ۲۲۴ھ میں
لسی ۲۲۳ھ میں نولوس ۲۲۵ھ میں

طرمیس ۲۵۵ھ میں

سوائے آخری معرکہ کے باقی کے سب معرکوں میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ ۲۵۵ھ میں مسلمانوں نے مالٹہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

۲۸۴ھ میں افریقہ میں یہ خبر پہنچی کہ اہل ہلمو نے بغاوت کی اغلبی فرمانروا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ایک سو سٹ کشتیوں کا بیڑہ دے کر اس بغاوت کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ اس نے جاکران کی سرکوبی کی اور سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ۲۸۶ھ اور ۲۸۹ھ میں صقلیہ کے فوجی میں پھر مسلمانوں اور رومیوں کی لڑائیاں جاری رہیں۔ اور ان کا خاتمہ ۲۸۹ھ میں ابراہیم اغلبی کی وفات پر ہوا۔

۲۹۶ھ میں حکومت افریقہ میں انقلاب آیا۔ اغلبہ کی حکومت عبید اللہ ہمدی (شیعی) کے ہاتھوں ختم ہوئی اور افریقہ میں دولت عبیدیر کی بنیاد قائم ہو گئی صقلیہ چونکہ افریقہ ہی کے تابع تھا اس لئے یہاں بھی عبید اللہ کی طرف سے جن

کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۲۱۵ھ میں قیصر روم کی طرف قسطنطین نامی ایک شخص صقلیہ کا گورنر ہو کر آیا۔ اس نے صقلیہ پہنچ کر فیمی نامی ایک شخص کو بحری بیڑے کا سپہ سالار بنایا فیمی نے سمندر پر اپنا رعب قائم کر کے سواحل افریقہ پر لوٹ مار چانی شروع کر دی۔ اتنے میں قسطنطین کے نام قیصر کا فرمان آیا کہ فیمی کو گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا جائے۔ فیمی کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے باغی ہو کر قسطنطین پر حملہ کیا۔ اس کو قتل کر کے خود جزیرہ کا حاکم ہوا۔ اور اپنے آپ کو بادشاہ کہلوایا اس "بادشاہ" نے سرقوسہ کی حکومت بلا طر نامی ایک شخص کے سپرد کر دی۔ جلاطہ کا ایک چچا زاد بھائی پہلے ہی سے ہلمو پر حاکم تھا۔ دونوں نے ملکر بادشاہ (فیمی) کو صقلیہ سے نکال دیا۔ فیمی بھاگا بھاگا زیادۃ اللہ کے پاس افریقہ میں پہنچا۔ زیادۃ اللہ خاندان غالبہ کا تیسرا فرمانروا تھا۔ اس خاندان کی بنا ابراہیم بن اغلب گورنر افریقہ نے ۸۶ھ میں ڈالی تھی زیادۃ اللہ نے ایک عظیم فوج بسر کر دگی قاضی اسد بن فرات ریح الاوّل ۲۱۲ھ میں فیمی کے ہمراہ روانہ کر دی۔ اس فوج نے صقلیہ کے ساحل پر پہنچ کر مار میں ڈیرا ڈال دیا۔ اور ساز و سامان درست کر کے آگے بڑھے۔ کئی مقامات پر کامیاب لڑائیاں ہوئیں جس وقت یہ سرقوسہ پہنچے تو رومیوں کی ایک فوج صقلیہ والوں کی امداد کے لئے پہنچی۔ مسلمانوں نے پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان کے حملہ کو پس پا کیا مگر بعد میں خود اسلامی فوج میں وبا پھیل گئی جس میں قاضی اسد بن فرات امیر لشکر کے علاوہ باقی فوج کے کافی افراد بھی فوت ہوئے اس لئے مسلمان کمزور ہو گئے۔ اور ۲۱۵ھ تک پس پا ہوتے ہوئے مدافعت کرتے رہے۔ ۲۱۵ھ میں اسلامی لشکر ایک جگہ محصور ہوا۔ نہ وہ گھیرے کو توڑ سکے اور نہ ان کے باقی ساتھی جو مختلف علاقوں میں انتظام کے لئے پھیلے ہوئے تھے ان تک نہ پہنچ سکے۔ اس آڑے وقت میں خدا کی امداد شامل حال ہوئی اندلس سے جنگی جہازوں کا بیڑا جہاد کی غرض سے نکلا ہوا تھا اس نواح میں پہنچ کر ان کو اپنے بھائیوں کا حال معلوم ہوا۔

ثقة الدولہ یوسف بن عبداللہ (۳۸۸-۳۸۸ھ)
تاج الدولہ جعفر بن یوسف (۳۸۸-۳۸۸ھ)
اسد الدولہ اکمل بن جعفر (۳۸۸-۳۸۸ھ)
مصمام بن جعفر (۳۸۸-۳۸۸ھ)

اس دوران میں رومیوں کے ساتھ لڑائیاں برابر جاری رہیں چنانچہ حسن نے ۳۸۸ھ میں خراجہ اور ربو وغیرہ پر حملہ کیا۔ اور زر فدیہ لے کر رومیوں سے مصالحت کر لی شہر ربو کے درمیان ایک مسجد بنا کر رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ نہ تو مسجد کے ساتھ کسی قسم کا تعرض کیا جائے گا اور نہ کسی مسجد میں پناہ لینے والے کا تعاقب کیا جائے گا ۳۸۹ھ میں شہر رمطہ پر ایک بڑی لڑائی ہوئی اس لڑائی میں اسلامی لشکر رمطہ کا محاصرہ کر رہا تھا کہ رومیوں نے آکر ان کو گھیرے میں لے لیا۔ اسلامی لشکر ایک طرف سے شہریوں اور دوسری طرف سے رومیوں میں محصور ہوا۔ سارے فوجیوں نے مار کر مر جانے کا پیمانہ باندھا۔ اور پھر رومیوں پر ہلہ بول کر ایک دم میں ان کے سردار کو قتل کیا اور باقی لشکر کو شکست دے کر بھگا دیا اور جب وہ کشتیوں میں سوار ہو کر جانے لگے۔ تو ان کا تعاقب کر کے دریا میں ہلاک کر دیا۔ یہ لڑائی جنگ مجاز کے نام سے مشہور ہے ۳۸۹ھ میں رمطہ پر فرانسیسیوں کا ایک حملہ ہوا۔ جس میں پہلے تو رمطہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا مگر مسلمانوں نے ہمت کر کے دوبارہ اس کو حاصل کیا اور فرانسیسی لشکر کو بھگا دیا۔

آخر کار اس خاندان میں باہمی بھوٹ پڑ گئی جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو حقلیہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ۳۸۸ھ میں تاج الدولہ جعفر کے خلاف اپنے وزیر نے سازش کر کے بغاوت کرا دی جس کے نتیجہ میں اس کو معزول ہونا پڑا۔ عوام نے اس کے بدلے اکمل کو حکمران مقرر کر دیا۔ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے بیٹے جعفر کو اختیارات دیئے۔ جعفر نے رعیت کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کیا۔ تو عوام معز بن بادیس والی قیردان کے سپنے اور اس کو حقلیہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا۔ اس

محمد بن ابی خزر گورنر مقرر ہو کر آیا۔ اس کی بد فحوی کی وجہ سے اہل حقلیہ نے اس کے خلاف بغاوت کی اور گرفتار کر کے بطور حفظ ماتقدم ہمدی کے پاس معذرت نامہ بھیج دیا۔ ہمدی نے ان کے معذ کو قبول کر کے حن کی بجگہ احمد بن قہرب کو حقلیہ کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ احمد کو جب قوت حاصل ہوئی تو اس نے ہمدی (شیعی) کا حقلیہ بند کر کے بنی عباس کا حقلیہ جاری کر دیا۔ مگر اس کی یہ حرکت بے سود ثابت ہوئی اگرچہ ایک لڑائی میں اس نے غلبہ پاکر ہمدی کے امیر البحر حن کو قتل کر دیا۔ مگر چند ہی دنوں کے بعد دوسرے بڑے سے مغلوب ہو کر گرفتار ہوا۔ اور حن ہی کی قبر کے پاس ۳۸۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔

احمد بن قہرب کے بعد حقلیہ کے حاکم مندرجہ ذیل رہے
ابو سعید بن احمد (۳۸۹-۳۸۹ھ) خلیل بن اسحاق
(۳۸۹-۳۸۹ھ) سالم بن ارشد (۳۸۹-۳۸۹ھ) عطاء
ازدی (۳۸۹-۳۸۹ھ)

عطاء کے زمانے میں ہلوی والوں نے پھر بغاوت کی اور عید الفطر (۳۸۹ھ) میں عطاء پر حملہ کر دیا۔ افریقہ پر اس وقت منصور عبیدی فرمانروا تھا اس کو پتہ چلا تو اس نے اپنا ایک نامی سردار ابو الغنائم حسن بن ابی الحسن البکلی کو حقلیہ کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر فتنہ کو فروز کر دیا اور ایک نہایت بہترین طریقہ پر حکومت کرنے کی بنا ڈال دی۔ اس کے بعد کئی پشت تک حقلیہ کی فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں رہی۔ اور جس وقت حکومت اس خاندان کے ہاتھ سے نکلی تو حقلیہ میں اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ اس خاندان کے فرمانروا مندرجہ ذیل تھے۔

ابو الغنائم بن ابی الحسن البکلی (۳۸۹-۳۸۹ھ)
احمد بن الحسن (۳۸۹-۳۸۹ھ)
علی بن الحسن (۳۸۹-۳۸۹ھ)
جعفر بن محمد بن علی بن ابی الحسن (۳۸۹-۳۸۹ھ)
عبداللہ بن محمد (۳۸۹-۳۸۹ھ)

لڑائی چھڑی۔ ابن النعمن کو شکست ہوئی تو سیدھا جا کر رومیوں سے امداد کا طالب ہوا۔ وہاں سے اس کی امداد کے لئے ایک گروہ آیا ان لوگوں سے ابن النعمن نے عقلیہ پر قبضہ دلانے کا اقرار کر لیا تھا۔ رومیوں کا حملہ ابن جراس پر قصر یانہ کے مقام پر ہوا۔ اگرچہ اس محکمہ میں تو ابن النعمن اور رومیوں کو شکست ہوئی مگر رومیوں کا قبضہ عقلیہ کے بہت سے مقامات پر ہو گیا اور ان کے پاؤں آہستہ آہستہ جھنے لگے۔ یہاں تک کہ ابن جراس نے ۴۶۲ھ میں سارے قلعے صلح کے ساتھ دشمنوں کے حوالے کر دیئے اور خود وہاں سے نکل آیا۔ اس کے نکلنے ہی اس ملک میں اسلام کا کلمہ منقطع ہو گیا اور عقلیہ دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ میں کبھی نہیں آیا۔ مسلمانوں کے عقلیہ کا پہلا رومی حاکم رجارت تھا جو ۴۶۲ھ میں ہلاک ہوا اس کے جانشین رجارتانی کے لئے ہمارے مشہور جغرافیہ نویس شریف ابو عبد اللہ اور یسی نے نزہۃ المشتاق فی اخبار الافاق نام کی تالیف کی تھی۔

اپنے بیٹوں کی محبت میں لشکر ساتھ کر دیا۔ جس نے آکر اکل کا مقابلہ کیا۔ ۴۶۲ھ میں اکل کا سر کاٹ کر معزہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ مگر عقلیہ والے معزہ کی حکومت پر راضی نہ تھے اس لئے انہوں نے اکل کے بھائی حمصام کو اپنا والی بنایا۔ حمصام سے انتظام نہ ہو سکا اور ملک میں ابتری پھیل گئی۔ تو ابن النعمن نامی ایک سردار نے با اتفاق اہل پدرموحمصا کو معزہ کو کر کے زمام حکومت ہاتھ میں لے لی۔

ابن النعمن جب حکومت پر متمکن ہوا۔ تو اس نے حاکم قصر یانہ ابن جراس کی بہن میمونہ سے نکاح کر لیا۔ اور بعد چند اس کو کسی شبہ کی وجہ سے زہر دے دیا۔ زہر دیتے ہی وہ لاشیان ہوا جلیبوں سے علاج کروایا اور جب وہ تندرست ہوئی تو اس سے معافی مانگ لی۔ میمونہ نے بظاہر عذر قبول کیا مگر اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصر یانہ جانے کی اجازت لی۔ جب میمونہ قصر یانہ پہنچی تو اس کو گزشتہ واقعات کی اطلاع دے دی چنانچہ ابن جراس نے میمونہ کو ابن النعمن کے پاس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اس بات پر ان دونوں کے درمیان

فتنۃ الحاد

سرکاری ولی چکر الوہیت کے روپ میں

(ادارہ)

نے تصویر اور گانے بجانے کو حرام قرار نہیں دیا اور ہمارا ایمان قرآن پر ہے تو ہم اس غلط تقلید کی لکیر پر کیوں چلے جا رہے ہیں۔ یا مثلاً قرآن مجید میں اصحاب کہف کے کتنے کا کئی بار ذکر آیا ہے یعنی اچھا کہف کی گنتی بیان کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے کئی بار اصحاب کہف کے کتنے کا ذکر کیا ہے اور سارے قرآن میں کتنے کے ناپاک ہونے یا کتنا پانے کے خلاف

”ہم مسلمان ہر کام میں تقلید کرتے ہیں۔ یعنی جو ہوتی آئی ہے اسی پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ اپنی رائے اور اپنی عقل سے نئی بات پیدا نہیں کرتے۔ مثلاً ہر مسلمان کا قرآن پر ایمان ہے اور قرآن میں تصویر اور گانے بجانے کے خلاف یا موافق کوئی حکم نہیں ہے مگر تقلیدی مسلمان شدہ مد سے تصویر اور گانے بجانے کو حرام کہتے ہیں اور کوئی نہیں سوچتا کہ قرآن

علقہ ارشاد بہت وسیع ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ برما اور
افغانستان تک میں ان کے مرید موجود ہیں۔ صوفی صاحب کے
لبے گھونگھریالے بال اور مقطع ڈاڑھی انگلے بزرگوں کی یاد دلا
ہیں۔ اور اب بھی ان کے بے شمار مریدان کو حنفی اور حشیتی ہی
سمجھتے ہیں۔ غالباً آپ ان حضرت کو پہچان گئے ہوں گے نہیں
تو ہم بتلائے دیتے ہیں۔ یہ جناب خواجہ حسن نظامی ”خواجہ زادہ“
حضرت خواجہ نظام الدینؒ اویلا دہلوی ہیں۔ اور یہ تحریر ان کے
اجازت منادی دہلی بابت یکم جون ۱۴۲۸ھ کے پہلے صفحہ پر شائع
ہوئی ہے۔ پیروں سے علماء کو عموماً یہ شکایت ہوتی ہے کہ وہ
مذہبی اعمال میں بہت افراط سے کام لیتے ہیں اور بہت سے
بدعات کو بھی جزو دین سمجھ کر اس کا بجالانا فرض قرار دیتے
ہیں۔ ”روشن خیال“ طبقہ جس ”تنگ نظری“ کا الزام ہمارے
علماء پر لگانے ہیں وہ پیروں میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے تقلید
ان کی وہ مخصوص صفت ہے جس کی وجہ سے وہ دین کو ان
رسوم میں بھی منحصر کر لیتے ہیں جو وہ اپنے آباء و جداد سے ورثہ
میں پالیتے ہیں۔ قرآن و حدیث تو کیا کہہ تو بزرگان دین اور
اولیاء کرام کے ہر ہر مقولے کو واجب الحکم سمجھتے ہیں۔ مگر ہمارے
خواجہ صاحب بالکل برائی قسم کے پیر ہیں۔ کہ پیر ہوتے ہوئے
ہمارے مندرجہ زدہ ”روشن خیالوں“ سے بھی ایک دو منزل
اگے چھلانگ لگاتے ہیں۔

امراض نفسانی میں سب سے بدتر اور غیر العلاج مرض یہ
ہے کہ نفس کو قبولیت عامہ حاصل کرنے کی خواہش ہو جائے۔
نفس پر جب اس مرض کا تسلط ہو جاتا ہے تو وہ قابو سے نکل
جاتا ہے اس کو آپ مٹھوڑا کھانے پر مجبور کر سکتے ہیں راتوں کی
نمازوں اور دن کے روزوں پر مجبور کر سکتے ہیں گدڑی پھیننے
پر وہ راضی ہو سکتا ہے مگر جس نفس کو ایک دفعہ قبولیت عامہ
کا چسکا لگ جائے اس کے بعد اس کو توڑنا تقریباً ناممکن ہو
جاتا ہے۔ ہر لمحہ اس تصور میں رہتا ہے کہ کسی طرح اس قبولیت
کو بڑھاؤں اور لوگوں سے سجدے کراؤں۔ اور چونکہ عوام کو حق
بات عموماً گڑوی لگتی ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو حق پر قائم رہنا

کوئی صاف یا اشارے کنائے کا حکم نہیں ہے پھر جو
کہتے کو ناپاک کہا جاتا ہے اور ایک وفادار گھریلو
جانور کی اتنی مخالفت کی جاتی ہے اس کی وجہ سوائے
تقلید کے اور کچھ نہیں ہے۔ حدیثوں میں تصویر اور
کستے کی بابت جو کچھ ارشاد ہوا ہوگا۔ وہ اپنے وقت
کے لئے ہوگا۔ اگر ساری دنیا کے لئے ہوتا تو آذان
میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔

یا ڈاڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کی نسبت قرآن میں
کوئی حکم نہیں ہے مگر مولوی صاحبان ڈاڑھی منڈانے
والوں کی ایسی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو کافرانہ
کہہ دیتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو قرآن فی نظر رکھ کر کام
کرنا چاہئے۔ اور قرآن سے وہی نصیحت حاصل کر سکتے
ہیں جو قرآن کو توجہ اور سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ محض قرآن
کی تلاوت کرنا کافی نہیں ہے۔ قرآن شریف کو
سمجھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔“

مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھئے۔ آپ یہی قیاس
لگاٹینگے کہ کسی یورپ زدہ نوجوان کی تحریر ہوگی مدتوں کالج
کی فضا میں پلا ہوگا۔ یورپ اور ولایت کی سیر کر آیا ہوگا
ریڈیو اور گراموفون کے نئے نئے گانوں سے اس کا دل مسحور
ہوگا۔ سینما کی تصویر ہر وقت اس کی آنکھوں
میں پھرتی ہوگی۔ اعلیٰ ذات کا بیش قیمت کتا زیبائیں ساز
وسامان کے ساتھ چومیس گھنٹے اس کی رفاقت کا حق ادا
کرتا ہوگا۔ ڈاڑھی رکھنے کا تو کبھی اس کو تصور بھی نہیں آیا
ہوگا۔ اگرچہ خود اس کو مذہب کے احکام کا کوئی پاس نہ ہوگا
مگر چونکہ مذہبی مسلمان اور دیوانے ملا ”اس کو تنگ کرتے
ہونگے اس لئے مندرجہ بالا قسم کے بیان کے ساتھ وہ اپنا
بیچھا چھڑا کر دوسروں کو اپنی تقلید کی ترغیب دیتا ہوگا۔ کیا
آپ کے خیال میں آسکتا ہے کہ مندرجہ بالا بیان ایک بڑے
”صوفی صاحب“ کا ہے۔ یہ صوفی صاحب ”ہندوستان“ کے
ایک بڑے عظیم المرتبہ ولی کے مزار کے مجاور ہیں۔ صوفی صاحب

ناممکن ہو جاتا ہے۔ وہ صرف عوام کی خاطر روز بروز صراط مستقیم سے ہٹتا جاتا ہے اور اپنے اقوال و اعمال کے ذریعہ ہل کی امداد میں مشغول ہو جاتا ہے۔ بہت سے سیاسی قائدین کو بھی جب یہ مرض ستانے لگتا ہے تو وہ قوم کی صحیح قیادت کی اہلیت سے فارغ ہو جاتے ہیں اور بجائے قوم کی صحیح رہنمائی کے خود ان کے تیار کردہ غلط راستے پر چلنے لگتے ہیں اور قوم کی قوم کو سیاسی ہلاکت کے عمیق گڑھے میں دمکلیں دیتے ہیں۔ پیروں۔ سجادہ نشینوں۔ واعظوں اور پیشواؤں کے لئے یہ مرض ان کے متابع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور اُسے تباہ کر ڈالنے کا موجب بنتا ہے۔ ان حضرات کی کوششیں پھر اسی مقصد کیلئے صرف ہوئے لگتی ہیں کہ نہ صرف اپنے اعمال کو بلکہ اپنے ساتھ مذہب اسلام کو بھی اس سانچہ میں ڈھال دیا جائے جو ان کے عقیدت کو شوں اور ارادتمندوں کو مرغوب ہو۔ آٹے دن قرآن کریم میں جو معنوی تحریف ہوتی رہتی ہے اور جو نئی تفسیریں وقتاً فوقتاً گھڑی جاتی ہیں۔ یہ سارے اس مرض قبولیت عامہ کے کرشمے ہیں جن ”روشن خیال“ مفسرین کا ماحول کالج کے انگریزی نوان اور انگریزیت پسند تعلیم یافتوں سے پر ہوتا ہے ان کے ہاں معجزات کا وجود نہ ہوتا ہے۔ اور جن حضرات کو جاہلوں میں رہنا اور ان کو خوش کرنا ضروری ہوتا ہے ان کی تفسیروں میں مرشد کو سجدہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب بھی اس مرض قبولیت عامہ کے مریض ہیں مگر چونکہ اس کے ساتھ جلب زر کی خواہش معمول سے بہت بڑھ چڑھ کر مل گئی ہے۔ دوسرے ان کے حلقہ اصحاب میں جہتال اور پڑھے لکھے دونوں قسم کے لوگ کیسا طور پر شریک ہیں۔ اس لئے ان کے مرض کے ساتھ گونا گونا عوارض لاحق ہو گئے ہیں اور جن ہیچ در ہیچ ہو گیا ہے۔ سلطان المشائخؒ کی درگاہ سے توسل رکھنے کی وجہ سے آپ کا تعلق پہلے عوام سے پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی شہرت ایک اچھے انشا پرداز اور قلمی مصوّر کی حیثیت سے ادبی طبقوں

میں ہو گئی۔ سکونت دہلی جیسے مرکزی شہر میں تھی۔ ان اسباب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ خواجہ صاحب کے ارادتمندوں یا کم سے کم مداحوں کی وسعت کے لئے ایک کھلا میدان ہاتھ آیا۔ جہاں پہلے ہی سے زیر دام تھے۔ انشا پرداز کی وجہ سے پڑھے لکھوں کی توجہ بھی آپ کی طرف مبذول ہو گئی۔ اور خواجہ صاحب ملتقی البحرین بن گئے۔ اس نئے منصب کے ساتھ ہی خواجہ صاحب کی اپنی پالیسی ڈالنا ڈول ہو گئی۔ اور اگر آپ کے ان اقوال کو جمع کر لیا جائے جو مختلف اوقات آپ کے قلم مبارک سے صادر ہوئے اور آپ کے عملی کارناموں کو اس کے ساتھ شامل کر لیا جائے تو تلون مزاجی اور بے استقلال کا وہ نادر مجموعہ تیار ہو جائے گا۔ جو مرزا قادیانی کے ملفوظات سے دلچسپی میں کسی طرح بھی کم نہ ہوگا ”خواجہ زادہ“ سلطان المشائخؒ کی حیثیت سے آپ حنفی و سنی ہیں اور اپنی ”سنت“ کے ثبوت میں پیر کو سجدہ کرنے کے جواز پر ایک رسالہ حوالہ قلم کر چکے ہیں۔ پھر حضرت علیؑ کو حضرت ابو بکرؓ پر ترجیح دیکر آپ تفضیلی ہیں۔ کبھی آپ قربانی گاؤ کو ترک کرنے کا مشورہ دے کر اتحاد کے حامی بنے تھے۔ اور پھر شرد صاند کے مقابلے میں تبلیغ کاؤٹھونگک رچا کر بازاری عورتوں کو ”تبلیغ“ کرنے کا مشورہ دینے لگے تھے۔ کبھی حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی تصانیف میں گالیاں دے کر آپ رافضی اور کبھی ابن سعود کی تعریف کرتے ہوئے دہائی۔ اور پھر دوسرے وقت میں جھگڑے اور سود کے جواز کا فتویٰ دے کر لحد اور بھجری۔ غرض بقول مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ”مذہبی اصطلاح“ میں آپ صوفی ہیں اور فلسفہ یونان کی اصطلاح میں آپ ہیپوٹے ہیں“ اور اگر ہمیں اضافہ کرنے کی اجازت ہو تو ہم کہیں گے کہ عربی ادب کی اصطلاح میں آپ ابو زید ہیں اور فارسی ادب کی اصطلاح میں حاجی بابا۔ ڈپٹی نذیر احمد کی اصطلاح میں ابن الوقت اور عوام کی اصطلاح میں گورگٹ۔ احرار کی اصطلاح میں سرکاری ولی اور فقہاء کی اصطلاح میں آپ خنئی شکل ہیں مندرجہ بالا تحریر بھی آپ کی اسی متلون

اصول دین سمجھ کر اپنا عقیدہ درست فرمائیں۔

(۱) مَنْ يَطِيعِ
الرَّسُولَ فَقَدْ
أَطَاعَ اللَّهَ
(۲) وَأَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

اس آیت میں لفظ الطیعا کا اعادہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول کی اطاعت احادیث کے بارے میں اسی طرح مستقل ہے جس طرح قرآن کے بارے میں ہے۔

(۳) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پلستے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ پورے فلاح پائے والے ہیں۔

(۴) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الرَّسُولَ النَّبِيَّ
الرَّحِيمَ الَّذِي جَاءَهُ
بِكُتُبٍ مَكْنُونَةٍ

وَمَا يَكْفُرُ بِهِمْ
فِي النَّبَاتِ وَالْأَنْجِلِ
يَا مَعْزُومٍ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَيُحِيلُ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحْجِرُهُمْ عَنِ الْغَيِّبَاتِ
وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْحَابَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ

عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ
آمَنُوا بِهِمْ وَفَعَلُوا
فَصَرُّهُمْ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ
مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ

(۵) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ
فِي رَسُولِ اللَّهِ

اور مقبّل مذہبی پالیسی کا ایک تازہ ترین مظاہرہ ہے جس میں آپ پکارالویوں کے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”سارے قرآن میں کتنے کے ناپاک ہونے یا کتنا پالنے کے خلاف کوئی صاف یا اشارہ کتنا کا حکم نہیں ہے“ ہم خواجہ صاحب کے چشم بصیرت کی روشنی کے لئے ایک حدیث کا واقعہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے ایک مرتبہ وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو عورتیں اپنے بدنوں پر خال کھدواتی ہیں یا بدن کی تزیین کے لئے بال اکھاڑتی ہیں یا دانتوں کو سواہان سے تراشتی ہیں ان پر خدا کی لعنت ہے۔ ام یعقوب نامی ایک عورت کو اطلاع ملی کہ آپ نے ایسا وعظ فرمایا ہے فوراً

ابن مسعود کے پاس آئی اور پوچھا کہ کیا واقعی آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے میں کیوں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس کے بارے میں حکم قرآنی موجود ہے اور جس پر رسول اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔ ام یعقوب نے کہا کہ میں نے قرآن پڑھا لیکن سارے قرآن میں ایسا کوئی حکم نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا اگر تم واقعی قرآن کو پڑھ لیتی تو تمہیں یہ حکم مل جاتا۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ
خُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ
عَنْهُ فَانْتَهُوا۔

جو رسول کی طرف سے تمہیں ملے اس کو خوشی سے لے لو اور جس چیز سے وہ روکیں اس سے رک جاؤ۔

ام یعقوب نے کہا کہ ہاں یہ آیت تو پڑھی ہے ابن مسعود نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ نے اس کو منع فرمایا ہے ہم بھی خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ حضور والا

آپ قرآن کو اچھی طرح پڑھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کتنا پالنے کے خلاف ضمناً حکم موجود ہے کیونکہ جو کیداری اور شکار وغیرہ کی ضرورت کے بغیر صرف محبوب بنا کر

کتنے کا پالنا رسول اللہ نے وقتی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے منع فرمایا ہے اگر صرف اس آیت پر اکتفا منظور نہیں تو لیجئے مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ فرمائیں اور حدیث نبوی کو

اَسُوْهُ حَسَنَةً لِّمَنْ كَانَ
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيْرًا
کے اعمال میں پیروی کے لئے
اچھا نمونہ موجود ہے۔ اس
شخص کے لئے جو خدا اور
عزت قیامت سے ڈرتا ہے اور خدا کو بہت یاد کرتا ہے۔
ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) کے اقوال کی اطاعت بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح
قرآن کی۔ ان کا اتباع بھی ضروری ہے۔ اور قرآن کریم کے
علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بیان حلال و حرام کا پورا
پورا حق حاصل تھا۔

اور کتبوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا اَوْ كَلْبًا
مَاشِيَةً اَوْ صَيْدًا و
زَرْعًا اَنْتَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ
كُلَّ يَوْمٍ قِيْرًا ط (بخاری و مسلم)
جس نے کھیتی۔ شکار یا ریوڑ
کے کتے کے علاوہ اور کوئی
گٹا پالا تو اس کے ثواب
اعمال کا ایک حصہ روزانہ گھٹتا
جائے گا۔

دوسری حدیث ہے۔

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا
فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تِصَابُ يَوْمٍ
اس کے باوجود بھی اگر خواجہ صاحب کو تسلی نہیں ہوتی
اور صرف قرآنی آیت کے طالب ہیں تو ہم ان سے عرض کرتے
ہیں کہ پھر قرآن کریم میں تو سانپ بچھو۔ بندر۔ گدھے۔ میٹھن۔
کوکے۔ چیل وغیرہ کے متعلق بھی کوئی خاص حکم نہیں۔ خواجہ
صاحب شوق سے ان اشیاء کے لذیذ کھانے پکا کر تناول
فرمایا کریں۔ اور پھر قرآن کریم کو نماز کی ہیئت کے بارے
میں بھی کوئی خاص واضح حکم نہیں۔ مسٹر مشرقی کی رائے کی
طرح خواجہ صاحب کو بھی الصلوٰۃ کا مفہوم عام کرنا چاہئے
اور شوق سے صبح و شام سندھیا کی مشق شروع کر کے اپنے
مریدوں کے حلقہ کو عام فرمائیں۔ خواجہ صاحب اور ان کے
حوار میں پکڑا الویوں کے بارے میں وہ حدیث ہے جو
مسلم۔ ابوداؤد۔ و ترمذی میں مروی ہے۔

عَنْ مَقْدَادٍ اَنْ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْاَقْبَىٰ اَوْ تَيْتِ الْكُفَّاءِ
وَمِثْلُهُ مَعْدِ الْاِيْوَشْكَ
رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلِيٌّ
اَرِيْكَتَهُ يَقُوْلُ عَلِيْكُمْ
بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا
وَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ
حَلَالٍ فَاحْلُوْهُ و
مَا وَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ
حَرَامٍ فَخْرُوْهُ۔

اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن کی مندرجہ ذیل
آیات وارد ہیں:-

وَمَنْ لَّيْثًا اَقْبَىٰ السُّوْءِ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهَقْلُ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيْلِ الْمُسْلِمِيْنَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ
مَصِيْرًا۔

ان الذین یکفرون
باللہ ورسولہ و
یریدون ان یفرقوا
بین اللہ ورسولہ
ویقولون نؤمن
ببعض و نکفر ببعض
ویریدون ان
یتخذوا بین ذلک
سبیلاً اولئک

حضرت مقداد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو!
مطلع ہو جاؤ مجھے قرآن کریم
اور اس کے ساتھ اس جیسی وحی
(حدیث بھی) دی گئی ہے۔ خبردار
ممکن ہے کہ کوئی سیر شک آدمی
اپنے مندرجہ ذیل کر کہنے لگے کہ
صرف اس قرآن کو لے لو جو کچھ
تمہیں اس میں حلال ملے صرف
اس کو حلال سمجھو اور جو اس میں
حرام ملے اسی کو حرام
سمجھو۔

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا
بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا
تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر
دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو
جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیجئے اور
اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ
بری جگہ ہے جہنم کی۔

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے
ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ
اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور
اس کے رسولوں کے درمیان میں
فرق رکھ دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض
پر تو ایمان لائے ہیں اور بعضوں
کے منکر ہیں۔ اور
اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک
راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافروں

تلاش میں وہ مدتوں سرگردان رہے اب ان کو صراطِ مستقیم پر چلنے کے سامان کرنے چاہئیں اور اپنے خاتمہ بالا ایمان کی تیاری۔

اے کہ بچاہ رفت درخوابی شاید ایں پنج روز دریابی
وما علینا الا البلاغ نسأل اللہ ان یصلنا وایاہ
الصراط المستقیم۔

اور کافروں کے لئے ہم نے
الانت آمیز سزا سزا تیار
کر رکھی ہے۔

ہم خواجہ صاحب سے دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ وہ
اللہ اور اس کے رسول میں تفریق کے خیال کو چھوڑ دیں۔
اور اہل باطل کی ہمارا ہی چھوڑ دیں۔ باطل راستوں کی

فتنہ خاکساریت

مسٹر جناح پر قاتلانہ حملہ

(ادارہ)

طریقے کو صحیح نہیں کہہ سکتا اور اس لئے ہم ملک کی دوسری
جماعتوں کے ساتھ حملہ آور کی پرزور مذمت کرنے میں ہمنا
ہیں۔ اس کے عمل کو بزولی قرار دیتے ہیں۔ اور مسٹر جناح
کو اس خطرناک حملے سے محفوظ رہنے پر مبارکباد دیتے ہیں۔
اس واقعہ میں دلچسپ اور زیر بحث موضوع یہ ہے کہ حملہ
آور اپنے آپ کو خاکسار تحریک سے وابستہ اور مزنگ کا ایک
سالار بتلاتا ہے۔ خاکساروں کے "علامہ مسٹر مشرقی نے حادثہ
کے فوراً بعد جو بیان شائع کیا ہے۔ اس میں اس میں اس نے
یہ اعلان کر دیا ہے کہ خاکسار تحریک کو اس حملہ سے کوئی تعلق
نہیں۔ اور کہ اس نام کا کوئی سالار مزنگ میں موجود نہیں۔
مگر مسٹر مشرقی کے اس بیان کو لوگ صحیح نہیں سمجھتے۔ اس کے
برخلاف وہ حملہ آور ہی کے بیان کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ ان کے
دلائل یہ ہیں کہ حملہ کا سیاسی اختلاف پر مبنی ہونا کھلی حقیقت
ہے۔ ذاتی اختلاف لاہور کے کسی آدمی کو نہ ہو سکتا ہے اور
نہ یہاں سے اس بنا پر کوئی اتنی لمبی چوڑی مسافت طے کر کے
بمبئی پہنچنے کی جرات کر سکتا ہے۔ موجودہ وقت میں مسلمانوں
کی کوئی سیاسی جماعت سرگرمی سے مصروف کار نہیں

پچھلے دنوں بمبئی سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ
مسٹر جناح پر کسی مسلمان نے قاتلانہ حملہ کیا۔ مگر خدا کا شکر
ہے کہ ان کو صرف معمولی زخم آئے اور وہ حملے کے خطرناک
نتیجے سے بچ گئے۔ حملہ آور کو موقع پر گرفتار کر لیا گیا۔ اس
وقت اس کا مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ ہماری
بدقسمتی سے ہماری قوم میں نوجوانوں کا ایک طبقہ ایسا پیدا
ہو رہا ہے۔ جو سیاسی اختلاف کو بالکل برداشت نہیں سکتا۔
جب کبھی قوم کی دو جماعتوں میں سیاسی اختلاف رونما ہوا۔
وہ اس طبقہ کی طفیل فوراً اپنے حدود سے بڑھ کر ذاتی اختلاف
کی شکل اختیار کر گیا۔ اور اپنے سیاسی مخالفین سے انتقام
لینے کے لئے اچھے ہتھیاروں سے کام لیا گیا۔ کسی سیاسی
حریف کے ذاتیات پر حملہ کرنا۔ سیاسی مجالس میں اس کو گالی
دینا۔ اس پر جوتوں کی بارش کرنا اس کے خلاف لائحیوں اور
مکتوں کا استعمال وہ حربے ہیں جن سے یہ نوجوان عموماً اپنے
مخالف کو نیچا دکھانے کا کام لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے حریف کو
میدان مقابلہ سے ہٹانے کے لئے اس کی جان تک لینے سے
بھی نہیں جوتے۔ کوئی صحیح اندام آدمی مقابلہ کے اس ناکارہ

پیشتر مشرقی نے ایک اقرار نامہ لکھا تھا کہ میرے متبعین کسی قسم کا نشان نہیں لگائیں گے مگر اس کے فوراً بعد ہی اس نے اپنا وعدہ توڑا۔ اور مختلف قسم کے سُرخ نشان استعمال ہونے لگے۔ گورنمنٹ نے اس کو بھی منوع قرار دیا۔ اور علامہ نے اپنے متبعین کو بطور احتجاج نگے سر پہنے کی تلقین کی۔ عوام اپنی ایجا کردہ منطق پر ہی چلتے ہیں۔ اس وقت وہ مندرجہ بالا واقعات کی کڑواں کو اس بزدلانہ کوشش کے ساتھ ملاتے ہیں جو ان کے قائد اعظم کی جان لینے کے لئے ایک ایسے شخص کی طرف سے عمل میں لائی گئی ہو اپنے آپ کو خاکسار کہلاتا ہے اور جب وہ اس بات پر غور کر لیتے ہیں کہ اس نظام

(योगانندیا) وفاداروں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جنہوں نے جماعت کے مفاد کے لئے اپنے خون کے بہانے کا عہد کر لیا ہے تو ان کا یہ شبہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ عوام کا یہ خیال صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی مگر ایک بات بہر حال یقینی ہے اور وہ یہ کہ خاکساروں کے خلاف عوام کا جذبہ نفرت بڑھنا جا رہا ہے ہمیں اس دوران میں دعا دینی چاہیے کہ ”خدا یا ہمارے قائد اعظم کو محفوظ رکھ“

(ایسٹرن ٹائمز لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۴۳ء)

ہم مشرقی صاحب کے گذشتہ پانچ سالہ خوفناک اشتعال انگیز طرز عمل کو مسلم قوم میں خانہ جنگی کا باعث قرار دیتے ہیں اور زعمائے قوم کو تو جہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس نے اپنی تحریک کے آخری پانچ سالوں میں مسلسل اپنے وفاداروں کے جذبات کو بد امنی پر آمادہ کیا۔ ان کو قتل و قتال کے معرکوں میں شریک ہونے پر آمادہ کیا۔ اور ان کی زور آزمائی کے لئے وقتاً فوقتاً میدان تیار کئے وہ کبھی مسلمانوں کے خلاف تلوار کا جہاد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ کبھی خطرناک ملک سے خطرناک جانناز تیار کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ کبھی خون کی ندیوں خون کے دریاؤں اور آگ کے طوفانوں کو چھانے کی پیشین گوئی کرتا

اور ان دونوں جماعتوں میں شدید قسم کا اختلاف موجود ہے خاکساروں کو تشدد کرنے کی باقاعدہ تعلیم دے کر ان میں اس قسم کا جوش بھردیا گیا ہے کہ وہ ہر موقع بے موقع اپنی جان دینے اور دوسرے کی جان لینے پر تیار ہونے میں کوئی توقف نہیں کرتے۔ خود مشرقی نے اپنی جماعت کی براءت کیلئے جو بیان دیا ہے اس کے آخر میں اس نے کافی زور اس پر بھی صرف کر دیا ہے کہ مشرق جناح کو چاہیے کہ حملہ آور کو معاف کر دے۔ اور اس سے اس کا بیان کافی مشتبہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کے انگریزی اخبار ایسٹرن ٹائمز کا تبصرہ اس فریق کے خیالات کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہوگا ہم ذیل میں اس کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

خود ساختہ علامہ مشرقی کے بیان نے بھی مسلمانوں کے الم انگیز شبہات کو اور بڑھا دیا ہے۔ وہ اس بیان کی گہرائی تک پہنچ گئے ہیں اور اور کچھ نہ ہو تو کم از کم اس سے غیر مطمئن ضرور ہیں۔ علامہ ہمیشہ ایک پراسرار آدمی ثابت ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی پراسرار زندگی کوئی حیران کن حیثیت نہیں رکھتی اور شاید ان لوگوں کا خیال حقیقت سے زیادہ قریب ہو جو ان کو ایک احمق انسان خیال کرتے ہیں۔ پھر بھی ہم ان کے متعلق یہ رائے نہیں دیتے کیونکہ ہمارے خیال میں اس کی دیوانگی بھی اس کی ایک چال ہے علامہ کے بیان میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بیان سچا ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہ صرف چالاک کا ایک مظاہرہ ہو۔ مگر عوام کو اس کا گذشتہ ریچرڈ اور وہ پالیسیاں بھولی نہیں۔ جو تحریک سے پابندیوں کے ٹکٹے کے بعد وہ اختیار کرتے رہے ہیں۔ ماضی قریب ہی میں اس نے اپنے چیلوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مشرق جناح کو تار دیں کہ وہ مشرق گاندھی سے ملاقات کرے۔ ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خاکساروں کے لئے مشرق جناح کو مشورہ دینے کا کیا حق حاصل ہے۔

خاکساروں پر سے پابندیوں کے اٹھانے جانے سے

وہ تحریک کو اپنی فوجی تنظیم سمجھتے رہے۔ اور اس تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے چند مذہبی دیوانوں کا قتل ان کے خیال کے مطابق اتنی اہمیت کا حامل نہ تھا۔ ہم حملہ آور کے خاکسار ہونے یا نہ ہونے کے متعلق مندرجہ بالا دونوں رایوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے پر مصر نہیں مقدمہ عدالت میں ہے اور کارروائی کے دوران میں بہت سے مخفی گوشے خود بخود معرض ظہور میں آجائیں گے۔ ہمیں عدالت کے فیصلے میں دخل انداز ہونے کا کوئی حق نہیں لیکن اگر ہمارے انگریزی معاصر کا خیال صحیح ہے اور حملہ آور واقعی خاکسار ہے تو آج مسلم لیگ کے کارکنوں کی آنکھیں کھل گئی ہوں گی کہ کسی غیر ذمہ دار شخص کو مطلق العنان چھوڑ کر اس کی حمایت کرنا کتنا خطرناک ہے اور فتنہ کو ابتداء ہی میں روکنا کس قدر درخور اہتمام۔ حملہ آور خاکسار ہو یا نہ ہو۔ بہر حال مسلم لیگ کا فرض ہے کہ فوراً غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور قوم کو خاکساریت کے خطرناک طوفان سے بچانے کی کوشش کر کے تلافی یافت کرے ایسا نہ ہو کہ اس کی اپنی غفلت کی وجہ سے کسی روز یہ فتنہ اتنا بڑھ جائے کہ پھر اس کا روکنا مشکل ہو جائے اور اس غفلت کی قیمت مسلمانوں کو بے شمار قیمتی جانوں کی شکل میں دینی پڑے۔

انسانی خون کو ارزاں سمجھ کر پانی کی طرح بہانا اس کا مرغوب فعل ہے اپنی جماعت کے سوا باقی تمام جماعتوں کو ملیا میٹ کرنے پر تیار ہوا ہے۔ وہ کیل کانٹے سے کس کر مولوی صاحبان سے بیٹے کا اعلان کرتا ہے۔ اور مدرج صحابہ کے معاملہ میں شیعہ اور سنی دونوں طبقوں کو باغی قرار دے کر دونوں طرف سے تین تین رہنماؤں کے قتل کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ ذرا اس کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریں۔

”یہ رہنما ہوشیار ہو جائیں اور ہر شخص جو چور ہے

اپنی ڈاڑھی کو خلال کرے۔ ۳۰ رجوں کے بعد دو ہزار خاکسار سپاہیوں کے متعلق احکام نکلیں گے۔ پستخان

کے آٹھ سو جانبازوں کے متعلق جہوں نے قوم کو غلبہ

کی منزل تک پہنچانے کے لئے سر دھڑکی بازی لگائے

کا عہد اپنے خدا سے باندھا ہوا ہے۔ نہ معلوم کیا خطرنا

احکام ان رہنماؤں کے متعلق نکلیں۔“

(الاصلاح ۱۶ جون ۱۹۳۹ء ص ۷۷ کا لم نمبر)

۳۳؎ سے لے کر ۳۵؎ تک خاکساروں کو تشدد کی یہ

تعلیم مسلسل دی جاتی رہی۔ اس سارے عرصہ میں مسلم لیگ

کے ہر ہمارف اس لئے خاموش رہے ہیں کہ ان کے خیال میں

جسے اس قربانی کا بکرا بننا تھا وہ کسی قسم کے ہمدردی کا مستحق نہ

تھا۔ ملا کسی قسم کی ہمدردی کا انہار ان کے لئے ضروری نہ تھا۔

۱۹۵۰ء ان تعلیمات کی تفصیل اور حوالوں کے لئے مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی کا مضمون مندرجہ شش الاسلام مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۵۰ء ملاحظہ ہو

خاکساریت شکن لٹریچر

رسائل ذیل مسر عنایت اللہ مشرقی کے عقائد کفریہ مقاصد مشنومہ اور اس کی تحریک خاکساری کو بے نقاب کرنے اور مسلمان کو فریب خاکساریت سے بچانے میں حیرت انگیز طور پر مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ خاکساریت زدہ حلقوں میں ان رسائل کو بکثرت تقسیم کر کے حق کی قوت کا کرشمہ دیکھئے۔

خاکساری فتنہ ۴، المشرق فی علی المشرقی ۴ تبصرہ بہ تذکرہ ۲، خیر جاری ارض بکار ی، المشرقی فتنہ ۱، عیسائیت دو پودے ۲، خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں ۱۔ تمام رسائل کا خراج محصول خریدار کے ذمہ ہوگا۔ یکشمت ایک ایک سو رسائل کے خریدار کے ساتھ رعایت کی جاگی۔ پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی۔ گلوالی دروازہ۔ امرتسر۔

باب الاستفسار

کارکنان رسالہ شمس الاسلام سے ایک صاحب نے مندرجہ ذیل استفسار کئے ہیں:-

(۱) بنگلہ شتی اور کلب علی کی چوبیسویں ملاقات کی داستان شمس الاسلام مؤرخہ ۶ جنوری ۱۹۷۲ء میں شائع ہونے کے بعد مارچ ۱۹۷۲ء میں دوبارہ شائع ہو گئی ہے مگر عبارت میں اختلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے

(۲) بنگلہ صاحب کون ہیں کیا وہ واقعی سنی ہیں۔
(۳) بنگلہ صاحب کے خیال میں خطبہ میں منظر العجائب اور غالب علی کل غالب کے الفاظ شیعہ کے مؤید اور اہل سنت کو غلط فہمی میں ڈالنے والے ہیں حالانکہ یہی لفظ شیخ عبدالغادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ مندرجہ شمس الاسلام (صورسبز) میں موجود ہیں۔ کیا اس کے ہوتے ہوئے بنگلہ صاحب کا فتویٰ قابل تسلیم ہے۔
شمس الاسلام:-

جوابات علی الترتیب مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) دوبارہ اشاعت میں جو معمولی سا فرق پایا جاتا ہے اس کو پہلی اشاعت کی اصلاح سمجھا جائے۔

(۲) بنگلہ صاحب خان زادہ غلام احمد خان نہ صرف سنی ہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کے مبالغہ ہیں۔ باعمل مجاہد ہیں۔ اور اہل سنت کے مذہب کے داعی ہیں۔ ہنگو ضلع کو باٹ کے پتہ پران سے براہ راست گفتگو کی جاسکتی ہے۔

(۳) حضرت علی کریم اللہ وجہہ کو منظر العجائب والغرائب کہنے میں دیکھتے تو کوئی حرج نہیں۔ بلاشبہ آپ کے کرامات بھی کافی تھے اور آپ کے فضائل بھی بے شمار۔ اور اسی لئے جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق جو جملہ

منظر العجائب استعمال فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر چونکہ شیعوں نے خصوصاً متاخرین شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرنے میں غلط بیانی سے کام لیکر ان کی طرف بہت سے غیر معقول اور غیر مشروع قصے منسوب فرمائے ہیں اور یہ قصے شیعہ حکومت کی بدولت ہندوستان میں گھو گھر پھیل گئے ہیں اور سینوں کے کانوں تک بھی پہنچتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان الفاظ کے استعمال کرنے سے یہ خطرہ ہو سکتا ہے کہ کہیں سنی ان کو سن کر حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے متعلق وہی اعتقادات اختیار نہ کرنے لگیں جو شیعوں میں عوام کے زبان زد ہیں اس لئے اس جملے کو اس زمانے میں چھوڑنا ہی اولیٰ واسبب ہے زمانہ نبوت میں اس کی نظیر یہ گذری ہے کہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے لفظ مرا عینا استعمال کر لیا کرتے تھے جس کے معنی ”ہماری رعایت کریں“ وہ مراد لیتے تھے مگر جب کفار نے آپ کے پاس آکر اسی لفظ کو استعمال کرنا شروع کیا اور اس سے مراد اس کے دوسرے معنی رعوت وغیرہ کے مراد لینے لگے تو کلام الہی اس لفظ کو استعمال کرنے کی ممانعت میں نازل ہوا اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ

يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا ولا تقولوا انظرونا
اے ایمان والو! یوں مت کہو
”مرا عینا“ بلکہ اس کی بجائے یوں کہو
”انظرونا“۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے اہل سنت کے مسائل عام مشہور تھے اور عوام کو غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا احتمال نہیں تھا اس لئے آپ نے جو استعمال فرمایا وہ اس زمانے کے لحاظ سے بالکل بچل تھا۔ ہمارے زمانہ میں حالات بدل چکے ہیں اور تبدیل حالات کی وجہ سے ایسے جزئیات میں فتویٰ تبدیل ہو چکے۔

ملاحظات

کیفیت کارکردگی مجلس مکرزیہ حزب الانصار بھیر

شعبہ تعلیم

مورخہ یکم اگست ۱۹۵۳ء کو مدرسہ عربیہ داربرٹن (ضلع شیخوپورہ) کا سالانہ امتحان مولانا حاجی افتخار احمد صاحب بگومی نے لیا۔ نتیجہ سے حالت اطمینان بخش ثابت ہوئی۔ مدرسہ کی حالت ترقی پذیر ہے۔ حزب الانصار داربرٹن کے کارکنان کی مساعی جلیلہ مستحق تحسین ہیں۔

مورخہ ۹ اگست ۱۹۵۳ء کو حضرت مولانا ابوالنصر محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن نے دارالعلوم عزیزیہ کے طلبہ کا سالانہ امتحان لیا۔ حسب ذیل کتب کا امتحان لیا گیا۔

مشکوٰۃ شریف - ترجمۃ القرآن - ہدایہ اخیرین - توضیح تلویح - بیضاوی شریف - حماسہ - نور الانوار - مختصر المعانی - رشیدیہ - ملاحسن - میرزاہد ملاحلال - رسالہ قطبیہ شرح وقایہ - کنز - قدوری - شرح جامی - کافیہ - ہدایت النہج - شرح شجۃ الفکر - مقامات حسیری - قطبی - میرایسا غوجی - مرقاۃ - مراح الارواح - نحو میر - نور الایضاح - تحفۃ الاحرار - سکندرنامہ - قانونچہ کیولی - زراوی - منیۃ المصلی - گلستان - بوستان - ہندنامہ - کریمیا - کتاب الصرف - وغیرہ وغیرہ۔

جن طلبہ نے امتیازی نمبر حاصل کئے۔ ان میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ مدرسہ تعلیم القرآن کے طلبہ کا بھی امتحان لیا گیا۔ ان میں بھی کامیاب طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔ بعد ازاں دو ماہ کے لئے دارالعلوم میں رمضان المبارک کے احترام کے لئے تعطیلات کا اعلان کیا گیا۔ کامیاب طلبہ کو واپس جانے کے لئے ان کے گھروں تک گئے۔

مصارف حزب الانصار کی طرف سے ادا کئے گئے۔

تعطیلات کے ایام میں مدرسہ تعلیم القرآن جاری رہا۔ اور کتا ہیں پڑھنے والے بھی چند طلبہ مقیم رہیں گے جن کو مولانا افتخار احمد صاحب تعلیم دیتے رہیں گے۔ ۸ شوال ۱۳۷۲ھ کو دارالعلوم عزیزیہ کا داخلہ شروع ہوگا۔ شائعین علم ۱۲ شوال سے پہلے جامع مسجد بھیرہ پہنچ جائیں۔

شعبہ تبلیغ

حضرت امیر حزب الانصار نے اس عرصہ میں جہلم شہر - داربرٹن - ٹانڈا نوالہ - سمندری - چک ملائک ب - چنیوٹ - للیانی - ملک وال - پنڈا دون خان - دھڑیالہ جالپ - جھنگ لکھیانہ - واسواستانہ - وغیرہ مقامات کا دورہ فرمایا۔

مولانا احمد یار صاحب نے بھٹوال - للیانی - کوٹ مومن - مرولیا نوالہ - چک ۶۸ جنوبی - بجن - فتوالہ - دھوری - پنڈا دون خان و ملک وال کا تبلیغی دورہ کیا۔

فوج محمدی

پنجاب میں کئی مقامات پر فوج محمدی کے نوجوانوں نے معراج النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر تبلیغی جلسے منعقد کئے۔ اور خدمت اسلام و خدمت خلق کا مظاہرہ کیا۔

صدقات زکوٰۃ کا بہترین مصرف

ماہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرتے وقت حزب الانصار کے تعلیمی و تبلیغی اداروں کو فراموش نہ فرمائیں۔ زراعت بنام ناظم دفتر حزب الانصار بھیرہ (پنجاب) ارسال فرمائیں اور منی آمدور کے کوپن پر مصرف کی تصریح فرماویں۔

ائمہ مساجد کے نام شمس الاسلام جاری کر اگر اس تبلیغی خدمت میں حصہ لیں۔

دارالعلوم عزیز کے مفلس طلبہ ویتائے آپ کی امداد کے مستحق ہیں۔ علاوہ انہیں زکوٰۃ کی مدد سے مفلس و مستحق

متفرقات

- (۵) مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔
- (۶) مجلس تحفظ ناموس صحابہ لکھنؤ۔
- (۷) مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ۔
- (۸) اخبار مدینہ بجنور۔
- (۹) اخبار پانیر لکھنؤ۔
- (۱۰) شمس الاسلام بھیرہ۔

جمیعتہ احناف امرتہ کا قیام

بعض کابلیٹ نوجوانوں کی دعوت پر بتایا ۳ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۷ جولائی ۱۳۹۲ھ بروز چہار شنبہ بعد از نماز عصر مسجد میاں محمد جان مرحوم میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں جمیعتہ احناف امرتہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

حسب ذیل حضرات عہدہ دار منتخب ہوئے۔
صدر:- جناب محمد اختر صاحب۔
نائب صدر:- محمد شفیع صاحب نظامی۔
سکرٹری:- خواجہ خورشید احمد وائیں۔

بعض مقامی علماء کرام بھی مجلس منتظمین لئے گئے۔
(خورشید احمد وائیں سکرٹری جمیعتہ احناف امرتہ)

سرفراز کی دریدہ دہنی اور حکومت کا افسوسناک تغافل

اخبار سرفراز کی شرمناک دریدہ دہنیوں کے خلاف شمس الاسلام کے پچھلے نمبروں میں نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے موثر جرائد نے بھی ہماری ہم نوائی کر کے اس گندہ دہنی کے خلاف اقدام کرنے کی طرہ حکومت کی توجہ مبذول کی۔ مگر افسوس ہے کہ حکومت یوپی کی مشینری سینیٹوں کی دلجوئی کرنے میں ہمیشہ سست رہتی ہے۔ چنانچہ سینیٹوں کے پر زور احتجاج کے باوجود اب تک حکومت یوپی نے نہ اخبار مذکور کو رتنیہ کی۔ نہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا اور نہ اس سے کوئی جواب طلب کیا۔ احتجاج کو مضبوط بنانے کے لئے ہم قارئین شمس الاسلام مسلم انجمنوں اور عام سینیٹوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے اخبار مذکور کے خلاف اظہارِ غصہ اور نفرین کی تجاویز پاس کرائیں۔ اور حکومت یوپی سے درخواست کریں کہ وہ اخبار مذکور کے مدیر اور اس کے طابع و ناشر کو قانونی شکنجہ میں لے کر عبرتناک سزا دے۔ تجاویز کے نقول مندرجہ ذیل پتوں پر بھیج دیئے جائیں۔

- (۱) گورنر یوپی نینٹی تال۔
- (۲) چیف سیکرٹری گورنمنٹ یوپی۔ نینٹی تال۔
- (۳) پروانشل پولیس ایڈوائزر۔
- (۴) ڈپٹی کمشنر لکھنؤ۔

انتقادات

ناقابل مصنف :- مؤلف مولوی ثناء اللہ امرتسری - کاغذ لکھائی - چھپائی عمدہ - تقطیع ۲۶×۱۶

صفحات ۹۰ - قیمت ۱۰ روپے کا پتہ :- دفتر اہل حدیث امرتسر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مرزا بیٹوں کے رد میں آئے دن نئے سے نئے گوشے کو لیکر کوئی رسالہ شائع فرماتے ہیں مندرجہ بالا رسالہ میں مرزا قادیانی کو برہنہ منظر اور حکم ایک ناقابل مصنف ثابت کیا گیا ہے مرزا کی تین تصنیفوں پر براہین احمدیہ - آئینہ کمالات اسلام اور چشمہ معرفت کے اقتباسات پیش کر کے مولوی صاحب نے یہ واضح کر دیا ہے کہ مرزا کے استدلال فقہ منظرہ کی رو سے نامکمل ہوتے ہیں اور بسا اوقات مخالف کی بجائے خود ان پر حجت بن جاتے ہیں۔ ابتدائی ۲۲ صفحات میں براہین احمدیہ پر اسی نقطہ نظر سے تنقید ہوئی۔ پھر گیارہ صفحات میں آئینہ کمالات اسلام پر اور بقیہ کے صفحات میں چشمہ معرفت پر رسالہ اپنے موضوع کے لحاظ سے اچھوتا اور پڑھنے کے قابل ہے۔

ضرورة القرآن :- (جلد اول) مؤلف قاضی محمد زاہد الحسینی، کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی متوسط - تقطیع ۳۰×۲۰

صفحات ۱۷۶ - قیمت درج نہیں - ملنے کا پتہ :- دارالاشاعت والتبلیغ شمس آباد ضلع الہ آباد

ہمارے دوست قاضی محمد زاہد الحسینی ایک ہونہار اور سرگرمی سے مصروف کار مصنف ہیں مندرجہ بالا نام کے رسالے سے انہوں نے قرآن کریم کی ضرورت کو ثابت کر کے دیگر آسمانی کتابوں پر اس کی فضیلت ثابت کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ زیر تنقید کتاب کا پہلا حصہ ہے دوسرا حصہ ابھی شائع نہیں ہوا۔ شائع شدہ حصہ کے ابتدائی ۱۲۸ صفحات ضرورت رسالت اور نبی کریم کی نبوت کے اثبات کے تمہیدی مباحث میں صرف ہوئے ہیں۔ اور آخری ۲۵ صفحے اصل موضوع سے متعلق ہیں۔ مصنف نے مضمناً رویت باری - پردہ - غلامی اور دیگر کئی مسائل پر طویل بحثیں حوالہ قلم کر دی ہیں۔ اگرچہ کتاب میں چند خامیاں موجود ہیں مثلاً ۱۷۸ پر حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر نامناسب انداز میں کیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ مصنف حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا قائل ہے۔ ذکر ان کے شایان شاں نہیں کیا گیا۔ یا مثلاً مطلق نبوت کے تحمل کے لئے عالمگیری دعویٰ اور بشریت کو شرط قرار دیا گیا ہے جو مسلم نہیں۔ اغلاط طباعت بھی موجود ہیں مثلاً حصہ کی جلی عبارت میں ”دیدار نہیں کیا“ کی جگہ دیدار کیا لکھا گیا ہے۔ پھر بھی اپنے قیمتی ذخیرہ معلومات کی وجہ سے کتاب بڑی دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ قاضی صاحب سے ہماری استدعا ہے کہ دوسری اشاعتوں میں ان فروگزاشتوں کی اصلاح کر دیں۔ م - ع - ق -

رمضان المبارک میں

مجلس مرکزیہ حزب الانصار و دارالعلوم عزیزیہ اور رسالہ شمس الاسلام بھیرہ تینوں ادارے مسلمانوں کی امداد کے مستحق ہیں رمضان المبارک میں ان کی طرف خاص توجہ فرمائیے۔

(۱۰۰)

یہ تمام مولوی غلام حسین ایڈیٹر ریڈر پبلشر منور الیکٹرک پریس سرگودھا میں چھپ کر ذی قعدہ شمس الاسلام بھیرہ شائع ہوا۔